بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

جنوبی افریقہ کی یہودی عدالت کا فیصلہ

دنیا میں اس وقت جو ممالک نسلی امتیاز کی پالیسی اختیار کئے ہوئے ہیں ان میں جنوبی افریقہ کا مقام سب سے بلند ہے۔ اس حکومت کی اقوام متحدہ نے کئی بار مذمت کی اور اسکی سیاہ فام افراد کے خلاف اختیار کی جانے والی پالیسی پر شدید تنقید کی۔ لیکن یہ حکومت اپنی پالیسی پر قائم ہے۔ کیونکہ سامراجی طاقتیں اور اسرائیل اسکی پشت پناہی میں مصروف ہیں۔ اس ملک کے وسائل، معدنیات اور دیگر قدرتی ذخائر کے استعمال کے لئے سامراجی طاقتیں اس ملک کے ساتھ اپنے روابط بڑھا رہی ہیں۔ یہ حکومت اپنی داخلی پالیسیوں کو مستحکم کرنے کے لئے ان تمام مذہبی جماعتوں کی پشت پناہی کرتی ہے جن کے پیچھے سامراجی ہاتھ ہے۔ قادیانی خاص طور پر اس ملک میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں اور حکومت کی عنایات کے سہارے ترقی کر رہے ہیں۔

جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ نے نومبر ۱۹۸۵ء میں قادیانیوں کے متعلق ایک مقدمے میں جو فیصلہ دیا ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے۔ کہ ۱۹۸۲ء میں قادیانیوں کی لاہوری جماعت نے کیپ ٹاؤن کی مسلم جوڈیشل کونسل کے خلاف ایک دعویٰ دائر کیا اس میں بعض اور مسلمان تنظیموں کو بھی فریق بنایا گیا۔ دعوے میں کہا گیا کہ کونسل [illegible] احمدیوں کو بدنام کرنے اور ان کو کافر قرار دینے میں مصروف ہے۔ اس طرح سے ان کے بطور مسلمان شہری حقوق تلف کئے جا رہے ہیں مسلم کونسل نے جواب دعویٰ میں ایک تو مقدمہ کو تکنیکی اور قانونی حد تک محدود رکھنے کی کوشش کی دوسرے مذہبی نقطۂ نظر کو اجاگر کیا۔ لاہوری مرزائیوں نے سب سے زیادہ زور اس بات پہ دیا کہ مسلمان کی از روئے قرآن و حدیث کیا تعریف ہے۔ اور اس میں وہ شامل ہیں انہوں نے بڑی ہوشیاری سے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت، مسلمانوں کی تکفیر کے مسائل، مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے، رشتہ ناطہ جنازہ وغیرہ کے مسئلوں کو نہایت نرم کر کے پیش کیا جس سے مرزا قادیانی کے اصل دعوؤں یا صحیح قادیانی مسلک کے برعکس ایک نرم لاہوری مسلک کی عکاسی کی گئی۔ ان عقائد کی روشنی میں سپریم کورٹ کا رویہ مسلم کونسل کے خلاف ہو گیا۔ اسی لئے کونسل نے اپنے وکیل کو واپس بلا لیا کیونکہ عدالت مرزا قادیانی کے ۱۹۰۱ء کے بعد کے حوالوں، دعوؤں اور ملفوظات کو سننے کی بجائے لاہوری مسلک کو اہمیت دے رہی تھی۔ اس سے فائدہ اٹھا کر لاہوریوں نے اس بات پر پورا زور صرف کر دیا کہ مرزا غلام احمد کا نبوت کا قطعاً کوئی دعویٰ نہیں تھا۔ اس کے برعکس مرزا صاحب ختم نبوت پہ زبردست یقین رکھتے تھے۔ اس انکار اور دیگر امور کا مقدمے کی کارروائی پہ کافی اثر پڑا۔

مسلم کونسل نے عدالت کو یہ بھی نوٹس دیا تھا کہ وہ بارہ مقتدر مذہبی رہنماؤں کی شہادتیں پیش کرکے اپنے دعویٰ کا ثبوت مہیا کرے گی ان میں جسٹس افضل چیمہ، مولانا ظفر احمد انصاری، مولانا تقی عثمانی وغیرہ کے اسمائے گرامی شامل تھے لیکن یہ شہادت نہ ہو سکیں۔ سپریم کورٹ نے لاہوریوں کے نرم اور غلط طور پر پیش کئے گئے عقائد کی بنیاد پر لاہوری مرزائی اسماعیل پیک کو مسلمان قرار دے دیا۔ جسٹس ڈی۔ ایم ولیم سن جو ایک یہودی ہیں نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ پیک کو دوسرے مسلمانوں کیطرح تمام حقوق حاصل ہیں وہ مسلم مسجد میں جاکر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور مسلمانوں کے قبرستان میں لاہوری احمدی دفن ہو سکتے ہیں۔ مسلم کونسل کو کہا گیا کہ وہ لاہوریوں کو بدنام نہ کریں نہ ہی انہیں غیر مسلم کافر اور مرتد قرار دیں۔ مسلم کونسل کو اس بات سے بھی منع کیا گیا کہ وہ احمدیوں کے خلاف یہ پروپیگنڈا نہ کرے کہ وہ ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتے۔ مسلم کونسل، مسجد کے ٹرسٹیوں اور قبرستان کے ٹرسٹیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ مقدمہ کا خرچہ ادا کریں جو ۱۹۸۲ء میں شروع ہوا۔ جسٹس ولیم سن نے فیصلہ میں لکھا ہے کہ انہیں معلوم ہوا ہے کہ جنوبی افریقہ میں ۲۰۰ احمدی ہیں جو ۱۹ ویں صدی کے ایک مذہبی رہنما اور ریفارمر (مجدد) پر یقین رکھتے ہیں ولیم سن نے مزید کہا کہ ان کو جو گواہیاں پیش کی گئی ہیں ان کی بنیاد پر واضح ہے کہ مرزا صاحب کے اعتقادات قرآن اور اسلام کے دیگر عقائد سے مکمل مطابقت رکھتے ہیں۔ لاہوری مرزائیوں کیطرف سے فجی کے لاہوری مبلغ حافظ شیر محمد خوشابی نے پیروی کی فیصلہ سنائے جانے کے بعد سی۔ بی۔ پریسٹ (یہودی) نے ایم۔ آر خان ایسوسی ایٹ کی ہدایت پر فیصلہ کی نقل لی۔ اس طرح تین سال کے عرصے میں لاہوری مرزائی جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ سے فیصلہ لینے میں کامیاب ہوگئے۔ کورٹ نے مذہبی سطح پر تو لاہوریوں کے منافقانہ طور پر پیش کئے گئے دلائل کو مدنظر رکھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ شہری حقوق کو معاملے کے ساتھ منسلک کرکے اپنا فیصلہ مرتب کیا۔

اگرچہ مسلمان تنظیموں کی طرف سے پیش ہونے والے ایک وکیل مسٹر ایس ڈیسائی نے اس امر پر زور دیا کہ ایک سیکولر عدالت کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ یہ فیصلہ دے کہ کوئی مسلمان ہے یا نہیں لیکن یہودی جج نے آخر کار جو کرنا تھا وہ کرلیا کہ لاہوریوں کے حق میں فیصلہ دیا۔ ایم۔ آر ایسوسی ایٹ کیطرف سے جس یہودی وکیل نے لاہوریوں کی وکالت کی اس کا نام ای۔ ایل کنگ ہے۔ اور اس کی معاونت دوسرے یہودی وکیل سی۔ بی پریسٹ نے کی۔ کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کے اخبارات نے مقدمے کو نمایاں جگہ دی اور ایسے ہی اسرائیلی اور اسرائیل کنٹرولڈ پریس نے فیصلہ کو نمایاں طور پر شائع کیا۔

لاہوری مرزائیوں کے عقائد سب پر عیاں ہیں۔ انہوں نے مرزا غلام احمد کے اصل دعاوی اور معتقدات کو تاویل و تشریح کے گورکھ دھندوں میں ایسا الجھا دیا ہے کہ خود ربوہ جماعت کے اساسی اور بنیادی قادیانی بھی ۱۹۱۴ء سے نالاں چلے آتے ہیں۔ اس فیصلہ کو ربوہ کے قادیانی بڑے شد و مد کے ساتھ نہایت ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوتے لوگوں کے سامنے پیش کررہے ہیں اور یہ نہیں بتاتے کہ ان کے اصل عقائد کے برعکس ایک، غلط تعبیر و

تشریح کر کے کورٹ سے فیصلہ حاصل کیا گیا ہے۔ اگر ربوہ کے گرو گھنٹال دیانت سے کام لیتے تو صاف طور پر اعلان کرتے کہ لاہوری مرزائیوں نے مرزا غلام احمد کے غلط منصب اور عقائد کی بنیاد پر فیصلہ لیا ہے۔ اس کو رد کیا جائے۔ لیکن وہ تو ہر مسئلے سے اپنے مفادات کا تحفظ چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ افریقہ، اسرائیل اور برطانیہ کے بعض قادیانی اکابر نے یہودی جج ولیم سن کو مبارک باد کے خطوط لکھے ہیں اور جنوبی افریقہ کی بدنام زمانہ نسل پرست حکومت کے انصاف کی تعریف کی ہے اور اسکی عدالت کو شہری حقوق کی علمبردار قرار دیا ہے۔ حالانکہ آئے دن وہاں سیاہ فام افراد کے خون سے ہولی کھیلی جاتی ہے۔ اور جس قدر انسانی اور شہری حقوق پریٹوریا حکومت کے ہاتھوں تباہ ہوتے چلے آرہے ہیں وہ دنیا میں اور کسی جگہ کم ہی ہوں گے۔

قادیانیوں نے اس فیصلہ کے بعد اپنے لئے ایک نئی راہ نکالی ہے۔ انہوں نے مارشل لار اٹھنے کے بعد اپنے اندرون اور بیرون ملک تبلیغی مراکز کو دوبارہ منظم کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس فیصلے کو لوگوں میں پھیلایا جارہا ہے تاکہ اپنے مسلمان ہونے کا جواز پیدا کیا جائے۔ در پردہ قادیانی پریس نیا لٹریچر شائع کر کے پھیلانے میں مصروف ہے۔ مرزا طاہر احمد نے لندن سے جماعت کو جو نئی خوشخبری دی ہے اس کے مطابق " احمدیوں پر کوئی فتح یاب نہیں ہو سکے گا۔" قادیانی مربی مرزا غلام احمد کی پیش گوئیوں اور الہامات کی من مانی تاویلات کر کے انہیں موجودہ حالات پر چسپاں کر رہے ہیں اور اس تاک میں بیٹھے ہیں کہ اپنے راستے کے پتھر ہٹا دیں۔ لیکن ہماری حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان کے عزائم کو بے نقاب کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ اور علمائے حق اس فتنے کا سیاسی احتساب جاری رکھیں گے۔

ہمیں افریقی عدالت کے اس فیصلہ پر بے حد خوشی ہوئی ہے اور ہم اسے حضور ختمی رسالت ؐ کی صداقت کا ایک اور ثبوت سمجھتے ہیں مرزا غلام احمد سامراج کا خود کاشتہ پودا تھا وہ ہمیشہ سے یہودیت اور صیہونیت کی آلۂ کار تحریک تھی اور رہے گی۔ مغربی سامراج یہودیت اور قادیانیت کے ان گنت رشتوں کی کچھ تفصیل ہم کتاب " قادیان سے اسرائیل تک" میں لکھ چکے ہیں۔ جس عدالت کا جج یہودی ہو اور وکیل اور معاون وکیل بھی یہودی، وہ اگر مرزائیوں کے کافر ہونے کا فیصلہ کر بیٹھتی تو اس سے "ختم نبوت" کی ابدی حقیقت خاکم بدہن مجروح ہوتی۔ مگر اب تو ارشاد نبوی الکفر ملۃ واحدۃ اور مرزائیت کا شجرۂ ملعونۃ ہونے کی ایک مزید تازہ شہادت سامنے آگئی ہے۔ ——————